نبی کریم ﷺ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ارشادات اور اسلوب بیان میں مشابہت: ایک تقابلی جائزہ

Resemblance between the Sayings and Speaking Styles of the Prophet Muhammad [S.A.W] and Prophet Jesus [A.S]: A Comparative Study:

Dr. Javed Khan*
Nisar Ahmad**
Dr. Qaisar Bilal***

Abstract
Allah Almighty sent one lac and twenty four thousand prophets for the guidance of human beings. The series of prophets commenced with The Prophet Adam (A.S) and ended with The Prophet Muhammad (S.A.W). Allah Almighty ordained for all of them the same religion (Din) which was common between all the prophets, as described by Allah Almighty in Surrah Shuaara [42:13] of The Holy Quran. It referred to the belief in Oneness of Allah (Tawheed), prophet hood [Risalah], the life after death[Akherah], and to the principles of worship as prayer [Salah], fasting , Zakah and Hajj, and to the unlawfulness of theft, robbery, telling of lies, adultery, deceit, breach of promise, e.t.c. All these injunctions were common among all the divine religions. But this point should be noted here that their religions were same but their Sharraiah [the subordinate injunctions and the details of the revealed laws] were different among them. As it was described by Allah almighty in The Holy Quran; for each of you we have made a way and a method [5:48]. Since the religions of all the prophets were same, therefore, there is much resemblance among the sayings and teachings of the prophets, and their speaking styles have too much similarities. Now we will study comparatively the sayings, teachings and speaking styles of The Prophet Muhammad (S.A.W) and Prophet Jesus (A.S), that to what extant their sayings and speaking styles are resemble and similar to that of other.
Keywords: Prophet Muhammad (S.A.W), Prophet Jesus (A.S), Resemblance, Common teachings,

تمہید:

اللہ تعالیٰ نے جب انسان کو پیدا کیا تو اس کی رہنمائی کیلئے دنیا میں انبیاء بھیجنے کا سلسلہ شروع فرمایا اور مختلف ادوار میں، حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام بھیجے، انہوں نے انسانوں کو حق کی طرف بلایا اور توحید پر ایمان اور شرک سے براءت کی دعوت دی۔

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر نبی کریم ﷺ تک جتنے انبیاء کرام گزرے ہیں ان سب کا دین ایک تھا، یعنی ان سب کے مذاہب، بنیادی اصول اور عقائد متفق تھے۔ ان کے درمیان کوئی چیز مختلف فیہ نہیں تھی، البتہ ان انبیاء کرام کی شریعتیں ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ماحول و زمانہ کے لحاظ سے ہر رسول کو الگ شریعت یعنی فروعی احکامات دیئے۔ اور دین اور شریعت کے درمیان فرق بھی یہی ہے کہ

* Assistant Professor, Department of Islamic and Arabic Studies, University of Swat.
Email: Javed48442@gmail.com
** M.Phil Research Scholar, Department of Islamic and Religious Studies,Hazara University, Manshera.
Email: nisarkabal123@gmail.com
*** Lecturer, Islamiyat, Kohat University of Science and Technology Kohat, KP, Pakistan.

دین ان بنیادی مذہبی اصول اور عقائد کے مجموعہ کو کہا جاتا ہے جن کو ماننا ہر ملت کیلئے لازم ہوتا ہے۔ اور ان میں کبھی کوئی ردوبدل نہیں ہوتا، مثلاً اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اس کی ربوبیت اور اس کی توحید، جب کہ شریعت ان اوامر واحکام کا نام ہے جو کسی ملت کو دیے گئے ہوں اور انہیں ان کی اتباع کرنے اور ان پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہو۔ امام راغب اصفہانیؒ نے بھی مندرجہ بالا الفاظ میں دین اور شریعت کا فرق بیان کیا ہے۔[1]

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی او حینا الیک وما وصینا به ابراهیم و موسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیه ط[2]

"اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے وہی دین مقرر فرمایا ہے جس کی اس نے نوحؑ کو وصیت فرمائی اور جس کو ہم نے آپ کی طرف وحی کے ذریعے بھیجا اور جس کی وصیت کی ابراہیمؑ کو، اور موسیٰؑ، اور عیسیٰؑ کو، کہ تم دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح فرمایا کہ نوحؑ، ابراہیمؑ، موسیٰؑ، عیسیٰؑ اور حضرت محمد ﷺ سب کا دین ایک ہے اور سب اسی ایک دین کے مبلغ تھے۔ اس آیت کی تفسیر میں امام مجاہدؒ (م:104) فرماتے ہیں:

"اوصاک به یا محمدو انبیاءه کلهم بالاسلام دینا واحدا،"[3]

"یعنی اے محمد ﷺ! ہم نے آپ کو اور اپنے پیارے انبیاء کو ایک ہی دین، یعنی اسلام کا حکم دیا تھا۔"

امام قشیریؒ (م:465) نے بھی اس آیت کا یہی مفہوم بیان کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں دین سے مراد دین کے بنیادی اصول ہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء کرام کے مذاہب بنیادی اصولوں میں متفق تھے، البتہ ان کی شریعتیں جو فروعی احکام پر مشتمل ہوتی تھیں وہ بدلتی رہتی تھیں۔[4]

یہی مفہوم نبی کریم ﷺ نے ایک حدیث میں بھی واضح کیا ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"والانبیاء اخوة لعلات،امهاتهم شتی و دینهم واحد"[5]

"انبیاء علاتی (باپ شریک) بھائی ہیں ان کی مائیں (شریعتیں) جدا ہیں جبکہ ان کا دین (باپ) ایک ہے۔"

چونکہ سارے انبیاء کرام ایک ہی سرچشمہ اور منبع یعنی وحی الٰہی سے فیض یاب ہوتے تھے۔ اس لیے ان سب کے ادیان بنیادی مذہبی اصولوں میں متفق تھے۔ اور اسی وجہ سے یہودیت، عیسائیت، دین ابراہیمی اور دین اسلام میں بہت سے تعلیمات مشترک ہیں۔ اور اسی ایک منبع اور سرچشمہ یعنی وحی الٰہی سے فیض یاب ہونے کی بناء پر اکثر انبیاء کرام کی تعلیمات وارشادات اور ان کا انداز اور اسلوب بیان بھی کافی حد تک ایک دوسرے سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اور باقی انبیاء کرام کی تعلیمات، ارشادات اور ان کا انداز اور اسلوب بیان کافی حد تک مشترک اور ایک دوسرے سے مشابہہ ہے۔ لیکن اکثر انبیاء کی امتیں اپنے انبیاء کرام کی تعلیمات وارشادات کو محفوظ نہ رکھ سکیں اور وہ تعلیمات وارشادات مرورِ زمانہ کے ساتھ ناپید ہوگئے، سوائے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے، جن کی تعلیمات وارشادات کو آپ کے صحابہ

کرام نے محفوظ کیا، اور اس کا وافر ذخیرہ احادیث کی شکل میں آج تک علماء امت نے محتاط طریقے سے محفوظ رکھا ہے، جس کی مثال پیش کرنے سے سارے مذاہب عالم قاصر ہیں۔ نبی کریم ﷺ کے علاوہ چند دیگر انبیاء کرام بھی ہیں جن کی تعلیمات وارشادات کا کچھ نہ کچھ حصہ آج بھی کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔ جن میں سے ایک حضرت عیسیٰؑ ہیں جن کی تعلیمات وارشادات کا کچھ حصہ آج عہد نامہ جدید میں کسی نہ کسی شکل میں موجود ہے۔

لہذا اس مختصر مقالہ میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات، جو موجودہ اناجیل میں موجود ہیں اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات جو کتب حدیث میں موجود ہیں، کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا کہ ان دو انبیاء کرام کے ارشادات میں موجود، تعلیمات کس حد تک مشترک ہیں اور ان کا اسلوب بیان اور طرز و انداز کس حد تک ایک دوسرے سے مشابہہ ہے؟ لیکن ان کا تقابلی جائزہ پیش کرنے سے قبل ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ ہمارے پاس حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات کا کتنا ذخیرہ موجود ہے اور اس کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ کے ارشادات:

نبی کریم ﷺ کے ارشادات مبارکہ کو اصطلاح محدثین میں احادیث کہا جاتا ہے۔ اگرچہ حدیث کا مفہوم وسیع ہے اور اس میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے ساتھ آپؐ کے افعال اور تقریرات بھی آتی ہیں۔ احادیث کی کل تعداد کیا ہے؟ اس بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا بڑا دشوار ہے لیکن ایک عام اندازہ یہ ہے کہ تکرار کو نکالنے کے بعد کل متون حدیث تقریباً تیس سے چالیس ہزار کے درمیان ہیں۔[6] اب احادیث کی استنادی حیثیت کیا ہے؟ اس بارے میں الگ علوم موجود ہیں جن کو علم اصول حدیث اور علم الجرح والتعدیل کہا جاتا ہے، جس میں ہر حدیث کی سند اور متن کو پرکھا جاتا ہے اور اس کے مطابق اس پر حکم لگایا جاتا ہے۔

لیکن یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ نبی کریم ﷺ کی ساری احادیث استنادی حیثیت سے، انجیل میں منقول حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات سے زیادہ قوی ہیں، سوائے احادیث موضوعہ کے کیونکہ وہ نبی کریم ﷺ کے ارشادات نہیں ہیں بلکہ لوگوں نے اپنی طرف سے من گھڑت باتیں بنائی ہیں اور ان کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات:

حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات کو ہم اصطلاحی طور پر حدیث نہیں کہہ سکتے کیونکہ حدیث کی اصطلاح محدثین کے نزدیک نبی کریم ﷺ کے ارشادات کے ساتھ خاص ہے، ہاں البتہ ہم ان کو لغوی طور پر حدیث کہہ سکتے ہیں کیونکہ لغت میں حدیث کے ایک معنی بات چیت کے ہیں[7] اور یہ بھی چونکہ حضرت عیسیٰؑ کی باتیں ہیں اس لیے ہم لغوی طور پر حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات کو احادیث کہہ سکتے ہیں۔ آج ہمارے پاس حضرت عیسیٰؑ کے جو اقوال وارشادات موجود ہیں ان کا سب سے بڑا ماخذ اناجیل اربعہ یعنی انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا اور انجیل یوحنا ہیں۔ جن میں سے ہر ایک کی حیثیت حضرت عیسیٰؑ کی سوانح عمری کی ہے، ان میں حضرت عیسیٰؑ کے حالات زندگی کے ساتھ ساتھ آپؑ کے اقوال وارشادات بھی ذکر کیے گئے ہیں۔ لیکن ان کو نہ حضرت عیسیٰؑ کی طرف قطعی طور پر منسوب کیا جاسکتا ہے اور نہ ان کی کوئی خاص

استنادی حیثیت ہے۔ البتہ اس میں حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب کچھ ایسے ارشادات بھی ہیں جو اسلامی تعلیمات کے موافق ہیں اور ان کا انداز و اسلوب بیان بھی نبی کریم ﷺ کے انداز اور اسلوب بیان سے مشابہت رکھتا ہے، اس لیے حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب صرف ان ارشادات کے متعلق یہ خیال کیا جا سکتا ہے کہ اگرچہ یہ اصلی انجیل کا حصہ نہیں ہیں لیکن شاید یہ حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات ہوں اور تحریف سے بچ گئے ہوں۔

عہد نامہ جدید میں شامل ستائیس کتب میں سب سے پہلی انجیل متی ہے جو کل اٹھائیس ابواب اور ایک ہزار اکہتر آیات پر مشتمل ہے، ان میں سے چھ سو پینتالیس آیات میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات مذکور ہیں۔ عہد نامہ جدید کی دوسری کتاب انجیل مرقس ہے جو کل سولہ ابواب اور چھ سو اٹھتر آیات پر مشتمل ہے جن میں دو سو چھیاسی آیات میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات مذکور ہیں۔ عہد نامہ جدید کی تیسری کتاب انجیل لوقا ہے جو کل چوبیس ابواب اور گیارہ سو اکیاون آیات پر مشتمل ہے جن میں پانچ سو چھیاسی آیات میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات مذکور ہیں۔ عہد نامہ جدید کی چوتھی کتاب انجیل یوحنا ہے جو کل اکیس ابواب اور آٹھ سو اناسی آیات پر مشتمل ہے، جن میں چار سو بائیس آیات میں حضرت عیسیٰؑ کے اقوال مذکور ہیں۔ ان چاروں کتابوں کے علاوہ عہد نامہ جدید کی باقی 23 کتب میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات کا کوئی قابل ذکر ذخیرہ موجود نہیں ہے اس لیے ہم نے بھی ان کو ذکر نہیں کیا۔

اب ہم ذیل میں حضرت عیسیٰؑ اور نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور ان کے اسلوب بیان کا تقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں کہ یہ کس حد تک مشترک اور ایک دوسرے سے مشابہت رکھتے ہیں۔

1. اطاعت رسول ﷺ:

چونکہ نبی جو بھی بات یا جو بھی کام کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کرتا ہے، اس لیے کسی نبی کی اطاعت کرنا حقیقت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔ کیونکہ نبی خود اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے احکامات کے مطابق چلتا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے بھی یہ حقیقت واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

"من اطاعنی فقد اطاع الله و من عصانی فقد عصی الله"[8]

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔"

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا ہے۔ اسی طرح انجیل میں بھی مختلف مقامات پر حضرت عیسیٰؑ سے یہی بات منقول ہے کہ میری اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنا ہے۔

انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں۔

"اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے"[9]

انجیل مرقس میں بھی حضرت عیسیٰؑ سے یہ ارشاد منقول ہے

"اور جو مجھے قبول کرتا ہے۔ وہ مجھے نہیں بلکہ اسے قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔"[10]

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کا یہ فرمان انجیل یوحنا[11] میں بھی موجود ہے۔

2. رسول کے ساتھ محبت کرنا:

مسلمانوں سے کمال ایمان یہ تقاضہ کرتا ہے کہ وہ اپنے نبی کے ساتھ اپنی ذات سے بھی زیادہ محبت کریں، نبی کے ساتھ محبت کرنے سے مراد یہ ہے کہ مؤمن اپنی خواہشات کو ترک کر کے اپنے نبی کی اطاعت کرے اپنے والدین کی غیر شرعی باتوں کو ماننے کے بجاے اپنے نبی کی بات مانے، ہر عمل میں نبی کے طریقہ پر چلے۔ یہ بات دونوں انبیاء کرام کی تعلیمات کا مشترکہ حصہ ہے، یہ ارشاد ذکر کرتے ہوئے دونوں انبیاء کرام کا اسلوب بیان بھی ایک ہی طرح کا ہے۔

چناچہ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں۔

"لایؤمن احدکم حتی اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین"[12]

"تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسے اس کے والدین، اس کی اولاد، اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاوں۔"

اب ذرا انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد ملاحظہ کیجئے:

"جو اپنے باپ یا ماں کو مجھ سے زیادہ پیار کرے وہ میرے لائق نہیں، جو اپنے بیٹے یا بیٹی کو مجھ سے زیادہ پیار کرے وہ میرے لائق نہیں۔"[13] چنانچہ دونوں انبیاء کرام کی تعلیم مشترک اور اسلوب بیان ایک دوسرے کے مشابہہ ہے۔

3. لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا:

نبی کریم ﷺ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں کی تعلیمات میں حقوق العباد پر بہت زور دیا گیا ہے اور دوسری لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ اس سلسلہ میں دونوں انبیاء کرام کی تعلیمات کافی حد تک مشترک اور ان کا اسلوب و انداز یکساں ہے۔

چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لایؤمن احدکم حتی یحب لاخیه ما یحب لنفسه"[14]

"تم میں سے کوئی اس وقت تک (کامل) مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے وہ (چیز) پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔"

اسی طرح انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد منقول ہے۔

"لوگوں کے ساتھ ویسا سلوک کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں۔"[15]

اس کے علاوہ حضرت عیسیٰؑ کا یہی ارشاد انجیل متی میں بھی مذکور ہے۔ اور اس میں اس پر یہ اضافہ بھی ہے کہ یہ بات اکیلے حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات کا حصہ نہیں ہے بلکہ دیگر انبیاء کرام کی تعلیمات میں بھی یہ موجود ہے۔ چنانچہ حضرت عیسیٰؑ کا یہ ارشاد انجیل متی میں ملاحظہ کیجئے۔

"ہر بات میں دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کریں کیونکہ یہی شریعت اور نبیوں کی تعلیمات کا لب لباب ہے۔"[16]

4. پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا:

پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کا خیال رکھنا حضرت عیسیٰؑ اور نبی کریم ﷺ دونوں انبیاء کرام کی تعلیمات کا حصہ ہے۔ اور اس بارے میں دونوں کا اسلوب بیان اور انداز بھی ایک ہی طرح کا ہے۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"والذی نفسی بیدہ لایؤ من عبد حتی یحب لجارہ مایحب لنفسہ"[17]

"اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ اس وقت تک کوئی بندہ (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے پڑوسی کیلئے وہ (چیز) پسند نہ کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔"

انجیل متی میں حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں۔

"اپنے پڑوسی سے ویسی محبت رکھنا جیسی تو اپنے آپ سے رکھتا ہے۔"[18]

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کا یہ قول انجیل متی میں [19] دوسری جگہ بھی مذکور ہے اور اس کے علاوہ انجیل مرقس [20] میں بھی یہ قول ذکر کیا گیا ہے۔

5. حقوق العباد کے متعلق قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور بندے کا مکالمہ:

انجیل متی میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات میں بروز قیامت اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ایک مکالمہ نقل کیا گیا ہے جو صحیح مسلم میں بصورت حدیث قدسی تقریباً انہی الفاظ میں مذکور ہے جو انجیل متی میں ہے چنانچہ حدیث قدسی کے الفاظ ملاحظہ کیجئے:

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ءان اللہ عزوجل یقول یوم القیامۃ یا ابن آدم مر ضت فلم تعدنی قال یا رب کیف اعودک وانت رب الٰعالمین قال اما علمت ان عبدی فلانا مرض فلم تعدہ اماعلمت انک لو عدتہ لو جدتنی عندہ یا ابن آدم استطعمتک فلم تطعمنی قال یا رب و کیٔف ا طعمک و انت رب العالمین قال اما علمت انہ استطعمک عبدی فلان فلم تطعمہ اما علمت انک لواطعمتہ لوجدت ذالک عندی یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی قال یا رب کیف اسقیک و انت رب العالمین قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقہ اما انک لو سقیتہ و جدت ذالک عندی"[21]

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز اللہ تبارک وتعالیٰ کہیں گے: اے ابن آدم ! میں بیمار ہوا تو نے میری عیادت نہیں کی، بندہ جواب میں کہے گا: میرے پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ تو تو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا: کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے لیکن تو نے اس کی عیادت نہیں کی؟ اگر تو اس کی عیادت کرتا تو مجھے

وہیں پاتا۔اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تونے مجھے نہیں دیا، بندہ کہے گا یارب میں تجھے کیسے کھانا دیتا تو تو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے ،اللہ تبارک وتعالیٰ کہے گا: کیا تجھے پتا نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا اور تونے نہیں دیا، کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ اگر تو اس کو کھانا دیتا تو اس کا صلہ میرے پاس پاتا۔اے آدم کے بیٹے میں نے تم سے پینے کو مانگا لیکن تونے نہیں دیا، بندہ کہے گا یارب میں تجھے پینے کو کیسے دے سکتا تھا جبکہ تو سب جہانوں کا پالنے ولا ہے، اللہ تعالیٰ کہے گا: تجھے معلوم ہے کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا تھا اور تونے نہیں دیا تھا۔اگر تو اس کو دے دیتا تو اس کا صلہ میرے پاس پاتا۔"

اب ذرا انجیل متی کے الفاظ ملاحظہ کیجئے:

"کیونکہ میں بھوکا تھا تم نے مجھے کھانا نہ کھلایا، پیاسا تھا تم نے مجھے پانی نہ پلایا، پردیسی تھا تم نے مجھے گھر میں نہ اتارا، ننگا تھا تم نے مجھے کپڑا نہ پہنایا، بیمار اور قید میں تھا اور تم نے میری خبر نہ لی۔تب وہ بھی جواب میں کہیں گے اے خداوند! ہم نے کب تجھے بھوکا یا پیاسا یا پردیسی یا ننگا یا بیمار یا قید میں دیکھ کر تیری خدمت نہ کی؟ اس وقت وہ ان سے جواب میں کہے گا میں تم سے سچ کہتا ہوں چونکہ تم نے ان سب سے چھوٹوں میں سے کسی ایک کے ساتھ یہ سلوک نہ کیا اس لیے میرے ساتھ نہ کیا اور یہ ہمیشہ کی سزا پائیں گے مگر راستباز ہمیشہ کی زندگی۔"[22]

اس کے علاوہ انجیل متی[23] میں یہ مکالمہ دوسری جگہ بھی مذکور ہے۔

6. آنکھوں کا زنا:

عام طور پر لوگ کسی مرد کا کسی عورت کے ساتھ ناجائز جنسی تعلق قائم رکھنے کو زنا سمجھتے ہیں۔حالانکہ اسلامی تعلیمات میں زنا کا مفہوم اس سے زیادہ وسیع ہے۔اکیلے اعضائے مخصوصہ کا جنسی تعلق قائم رکھنا زنا نہیں کہلاتا بلکہ آنکھ بھی زنا کرتی ہے اور آنکھ کا زنا کسی عورت کو بری نظر سے دیکھنا ہے۔اسی طرح ہاتھ اور پاؤں بھی زنا کرتے ہیں۔ہاتھ کا زنا کسی حرام اجنبی عورت کو بری خواہش کے ساتھ چھونا ہے۔چنانچہ اس بارے میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

"العینان تزنیان"[24]

"آنکھیں (بھی) زنا کرتی ہیں۔"

اور یہی مفہوم انجیل متی میں حضرت عیسیٰؑ کے الفاظ میں بھی موجود ہے۔چنانچہ حضرت عیسیٰؑ فرماتے ہیں۔

"جو کسی عورت کو بری خواہش سے دیکھتا ہے وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا ہے۔"[25]

7. بندوں کے ساتھ رحم کا معاملہ کرنا:

اللہ تعالیٰ بے حد مہربان ذات ہے اور اپنے بندوں کے ساتھ رحم کا معاملہ فرماتے ہیں۔اور بندوں سے بھی یہ تقاضہ کرتے ہیں کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ رحم کا معاملہ کریں، اس لیے حضرت عیسیٰؑ اور نبی کریم ﷺ دونوں انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو لوگوں کے ساتھ رحم کرنے کی تلقین کی ہیں۔اور اس سلسلہ میں دونوں انبیاء کرام کے بیانات کا اسلوب بھی ایک ہی طرح کا ہے۔چنانچہ جامع ترمذی میں حضرت

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ارحموامن فی الارض یرحمکم من فی السماء"[26]

"زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم کرے گا۔"

امام ترمذیؒ نے دوسری جگہ پر حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

"من لم یر حم الناس لا یر حمه الله"[27]

"جس نے لوگوں پر رحم نہیں کیا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرے گا۔"

اب انجیل متی میں حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد ملاحظہ کیجئے:

"کیونکہ جب تم لوگوں کے گناہ معاف کروگے تو تمہارا آسمانی باپ بھی تم کو معاف کرے گا، لیکن اگر تم انہیں معاف نہ کرو تو تمہارا باپ بھی تمہارے گناہ معاف نہیں کرے گا۔"[28]

اس طرح انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"معاف کرو تو تم کو بھی معاف کر دیا جائے گا۔"[29]

اس کے علاوہ انجیل مرقس[30] اور انجیل یوحنا[31] میں بھی حضرت عیسیٰؑ سے ایسے ارشادات منقول ہیں۔

8. صدقہ خفیہ طریقے سے دینا:

صدقہ ایک بہترین عمل ہے۔ لیکن صدقہ دینے میں کسی کے دل میں ریا کا شبہ پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لیے صدقہ دینے میں خفیہ طریقے سے صدقہ دینے کو افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ہے کہ سات قسم کے لوگ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سائے میں ہوں گے جبکہ اس روز اس کے سایہ کے علاوہ کوئی اور سایہ نہ ہوگا، پھر نبی کریمؐ نے ان سات قسم کے لوگوں میں سے ایک وہ شخص شمار کیا ہے جو خفیہ طریقے سے صدقہ دیتا ہے چنانچہ نبی کریمؐ فرماتے ہیں:

"ورجل تصدق بصدقة ، فا خفا ها حتى لا تعلم شماله ما تنفق يمينه۔"[32]

"اور وہ آدمی جو صدقہ کرے اور اس قدر چھپا کر کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔"

اسی انداز میں حضرت عیسیٰؑ خفیہ طریقے سے صدقہ دینے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"جب تو خیرات دے تو تیرے دائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے کہ بایاں ہاتھ کیا کر رہا ہے۔"[33]

لہذا اس سلسلے میں دونوں انبیاء کرام کا اسلوب بیان ایک ہی طرح کا ہے، لیکن اس میں تھوڑا سا فرق ہے، وہ یہ کہ نبی کریمؐ کے ارشاد میں ہے کہ دائیں ہاتھ سے صدقہ دیتے ہوئے بائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے اور حضرت عیسیٰؑ کے ارشاد میں ہے کہ بائیں ہاتھ سے صدقہ دیتے ہوئے دائیں ہاتھ کو

پتا نہ چلے باقی خفیہ طریقے سے صدقہ دینے میں دونوں ارشادات متفق ہیں۔البتہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث بالکل حضرت عیسیٰؑ کے ارشاد کے موافق ہے اور اس میں بھی حضرت عیسیٰؑ کے ارشاد کے موافق بائیں ہاتھ سے صدقہ دیتے ہوئے تاکہ دائیں ہاتھ کو پتا نہ چلے، کا ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے۔

"ورجل تصدق بصدقة،فاخفا ها حتى لا تعلم يمينه ما تنفق شماله"[34]

"اور وہ آدمی جو صدقہ کرے اور اس قدر چھپا کر کرے کہ اس کے دائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو کہ اس کے بائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔"

لیکن صحیح مسلم کی یہ حدیث مقلوب المتن ہے۔[35]

9. تواضع اور تکبر کا انجام:

تواضع ایک عمل حسن اور تکبر ایک عمل قبیح ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اور نبی کریم ﷺ دونوں انبیاء کرام نے اپنی اپنی امتوں کو تواضع اختیار کرنے اور تکبر سے بچنے کی ہدایت کی ہے۔اور اس سلسلہ میں دونوں انبیاء کرام کا اسلوب بیان بھی ایک ہی طرح کا ہے۔ چنانچہ امام بیہقیؒ نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من تو اضع لله رفعه الله و من تكبر و ضعه الله"[36]

"جس نے اللہ تعالیٰ کیلئے تواضع کی تو اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرے گا اور جس نے تکبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذلیل کرے گا۔"

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ انجیل لوقا میں ارشاد فرماتے ہیں:

"کیونکہ جو بھی اپنے آپ کو سرفراز کرے اسے پست کیا جائے گا اور جو اپنے آپ کو پست کرے اسے سرفراز کیا جائے گا۔"[37]

اسی طرح یہ ارشاد حضرت عیسیٰؑ سے انجیل لوقا میں دوسری جگہ بھی منقول ہے[38] اور اس کے ساتھ ساتھ انجیل متی میں بھی حضرت عیسیٰؑ کا یہ ارشاد ذکر کیا گیا ہے۔[39]

10. امیر کا خادم ہونا:

شعب الایمان میں امام بیہقیؒ حضرت سھل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"سيد القوم فى السفر خادمهم"[40]

"قوم کا سردار حالت سفر میں ان کی خدمت کرنے والا ہوتا ہے۔"

اس حدیث مبارک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قوم کے سردار کو چاہیئے کہ وہ تواضع سے کام لے اور اپنی قوم کی خدمت کرے اور دوسرے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ جو شخص عزت چاہتا ہے اسے چاہیئے کہ وہ دوسروں کی خدمت کرے۔ حدیث کا مذکورہ بالا مفہوم انجیل میں موجود حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات میں بھی پایا جاتا ہے۔

چنانچہ انجیل متی میں حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"جو تم میں بڑا ہونا چاہیئے وہ تمہارا خادم بنے اور جو تم میں اول ہونا چاہیئے وہ تمہارا غلام بنے۔"[41]

اسی طرح انجیل متی میں دوسرے جگہ پر حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"تم میں سے سب سے بڑا شخص تمہارا خادم ہو گا۔"[42]

اسی طرح کا ارشاد انجیل مرقس[43] میں بھی حضرت عیسیٰؑ سے منقول ہے۔

11. اطاعت امیر:

نبی کریمﷺ اور حضرت عیسیٰؑ دونوں انبیاء کرام کی تعلیمات میں اطاعت امیر پر بہت زور دیا گیا ہے۔ اور مامورین پر امیر کی اطاعت کو لازم قرار دیا گیا ہے جب وہ دائرہ شریعت کے اندر ہو اور امیر کی اطاعت کو نبی کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ اطاعت امیر کی اہمیت بیان کرتے ہوئے دونوں انبیاء کرام کا اسلوب بیان بھی ایک ہی طرح کا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا:

"من اطاعنی فقد اطاع اللہ و من عصانی فقد عصی اللہ و من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصی امیری فقد عصانی۔"[44]

"جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی، اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی، اور جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔"

اب انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰؑ کا ارشاد ملاحظہ کیجئے:

"میں تم کو سچ بتاتا ہوں کہ جو شخص اسے قبول کرتا ہے جسے میں نے بھیجا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔"[45]

اسی طرح انجیل متی میں حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"جو تمہیں قبول کرے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو مجھے قبول کرتا ہے وہ اس کو قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔"[46]

انجیل لوقا میں حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں۔

"جس نے تمہاری سنی اس نے میری بھی سنی۔ اور جس نے تم کو رد کیا اس نے مجھے بھی رد کیا، اور مجھے رد کرنے والے نے اسے بھی رد کیا جس نے مجھے بھیجا ہے۔"[47]

12. انبیاء کرام کا تبلیغ کرنا:

انبیاء کرام لوگوں کو حق کی طرف بلاتے ہوئے ان کو اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور قوم کو تبلیغ کرتے ہوئے صرف وہ کچھ بیان کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے ان کو بھیجے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے پیغام میں اپنی طرف سے کچھ کمی بیشی نہیں کرتے۔ یہی بات قرآن کریم میں اللہ

تعالیٰ نے نبی کریم کے بارے میں فرمائی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما ینطق عن الھوی O ان ھو الاوحی یوحی O[48]

"اور یہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے یہ تو خالص وحی ہے جو ان کے پاس بھیجی جاتی ہے۔"

اسی طرح کا بیان انجیل یوحنا میں حضرت عیسیٰؑ سے بھی منقول ہے۔

"چنانچہ جو کچھ میں سناتا ہوں وہی کچھ ہے جو باپ نے مجھے بتایا ہے۔"[49]

انجیل یوحنا میں دوسری جگہ حضرت عیسیٰؑ ارشاد فرماتے ہیں:

"کیونکہ جو کچھ میں نے بیان کیا ہے وہ میری طرف سے نہیں ہے۔ میرے بھیجنے والے باپ ہی نے مجھے حکم دیا کہ کیا کہنا اور کیا سنانا ہے۔"[50]

اسی طرح انجیل یوحنا[51] میں دوسرے مقامات پر بھی حضرت عیسیٰؑ سے یہی ارشاد منقول ہے۔

خلاصہ بحث:

یہ چند مشترک ارشادات ہیں جو حضرت عیسیٰؑ اور نبی کریم دونوں انبیاء کرام نے بیان فرمایے ہیں۔ یہ ارشادات عہد نامہ جدید کی چار کتب یعنی اناجیل اربعہ اور کتب حدیث کو سامنے رکھ کر جمع کیے گئے ہیں۔ اگر ان دونوں مآخذ کو سامنے رکھ کر مزید تلاش کی جائے تو اور کئی ایسے ارشادات سامنے آسکتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ اور نبی کریم کے درمیان مشترک ہوں۔

بہر حال ان چند مشترک ارشادات و تعلیمات اور ایک دوسرے سے مشابہہ انداز اور اسلوب بیان سے جو بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ دین مسیح اور دین اسلام اپنی اصل اور جوہر کے لحاظ ایک ہی دین ہیں لیکن فرق صرف یہ ہے کہ اسلام دین مسیحیت کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ دین مسیح کی مذہبی کتاب وہ انجیل مقدس ہے جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی لیکن وہ جلد ہی تحریف کا شکار ہوئی اور دنیا سے ناپید ہوگئی۔ آج جو اناجیل موجود ہیں وہ حضرت عیسیٰؑ کے شاگردوں یا ان کے شاگردوں کے شاگردوں نے تصنیف کیں اور اس میں انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کی سوانح عمری مرتب کی اور اس میں حضرت عیسیٰؑ کے حالات زندگی بیان کرتے ہوئے اس کے ضمن میں حضرت عیسیٰؑ کے ارشادات بھی ذکر کئے، اگرچہ ان اناجیل اربعہ کی استنادی حیثیت مشکوک اور غیر یقینی ہے لیکن اس کے باوجود اب بھی ان میں حضرت عیسیٰؑ کی طرف منسوب بعض ارشادات نبی کریم کے ارشادات سے مشابہت رکھتے ہیں، اور دونوں کی تعلیمات مشترک ہیں۔ لہذا دین اسلام کے داعیوں اور مبلغین کو چاہیئے کہ وہ ان مشترک تعلیمات اور ارشادات کو ذہن میں رکھیں، اور اس کی بنیاد پر مکالمانہ انداز میں موجودہ مسیحی قوم کو دعوت اسلام دیں کیونکہ مشترک امور کو بنیاد بنا کر دین اسلام کی دعوت دینا قرآنی منشاء بھی ہے،[52] اور اس کے ذریعے مسیحیوں کے اسلام قبول کرنے کی امکانات بھی زیادہ ہیں۔

حواشی و حوالہ جات:

1 :اصفہانی، ابوالقاسم الحسین بن محمد الراغب، المفردات فی غریب القرآن، دار المعرفت، بیروت، لبنان، ص258

2 :سورۃ الشوریٰ42:آیت13،

:المخزومی، ابوالحجاج مجاہد بن جبر، تفسیر مجاہد، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الاولیٰ، 2005م-1426ھ، ص 2443

:القشیری، ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوزان بن عبدالملک، تفسیر قشیری، دار الغد الجدید، قاہرہ، مصر، الطبعۃ الاولیٰ1434ھ، ج:5، ص: 2964

5 :بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الانبیاء، باب قول اللہ عزوجل: واذکر فی الکتاب مریم، قدیمی کتب خانہ، کراچی، ج:1، ص:490

:غازی، ڈاکٹر محمود احمد، محاضرات حدیث، الفیصل ناشران وتاجران کتب، لاہور، اشاعت ششم: مارچ، 2010ء، ص: 1206

:الحنفی، محمد علی بن علی بن محمد التھانوی، کشاف اصطلاحات الفنون، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، الطبعۃ الثانیۃ، 2006م-1427ھ، ج:1، ص: 3807

8 :امام مسلم، ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری النیسابوری، صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ، حدیث:4746، مکتبہ بشریٰ، کراچی، 2011ء-1432ھ، ج:5، ص556

9 :لوقا، انجیل، باب:9، آیت:48

10 :مرقس، انجیل، باب:9، آیت:37

11 :یوحنا، انجیل، باب:12، آیت:44

12 : صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب حب الرسول ﷺ، ج:1، ص:7

13 :متی، انجیل، باب:10، آیت:37

14 : صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ، ج:1، ص:6

:لوقا، انجیل، باب:6، آیت: 3115

:متی، انجیل، باب:7، آیت: 1616

17 : صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان ان یحب لاخیہ المسلم ما یحب لنفسہ من الخیر، حدیث:171، ج:1، ص:239،

:متی، انجیل، باب:19، آیت: 1918

:متی، انجیل، باب:22، آیت: 3919

20 :مرقس، انجیل، باب:12، آیت:31

: صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب فضل عیادۃ المریض، حدیث 6551، ج:7، ص 20821

22 :متی، انجیل، باب:25، آیت:42تا46

23 :متی، انجیل، باب:25، آیت:35تا40

24 :احمد بن علی التمیمی، مسند ابی یعلی الموصلی، مسند عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حدیث:5354، دار الحدیث القاہرۃ، مصر، 2013ء-1434ھ، ج:7، ص448

25 :متی، انجیل، باب:5، آیت:28

26 :امام ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن سورۃ الترمذی، جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، مکتبہ بشریٰ، کراچی، الطبعۃ الاولیٰ، 2012ء-

1433ھ، ج:3، ص:673

27 : جامع الترمذی، ابواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی رحمۃ الناس، حدیث:1999، ج:3، ص672

28 : متی، انجیل، باب:6، آیت:14،15

29 :لوقا، انجیل، باب:6، آیت:37

30 :مرقس، انجیل، باب:11، آیت:25،26

:یوحنا، انجیل، باب:20، آیت: 3231

: صحیح البخاری، کتاب الزکوۃ، باب الصدقۃ بالیمین، ج:1، ص: 19132

:متی، انجیل، باب:6، آیت: 333

34 : صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل الصدقۃ، حدیث:2378، ج:3، ص:409

35 :عثمانی، شبیر احمد، فتح الملہم، مکتبہ دار العلوم، کراچی، الطبعۃ الاولی:2009ء-1430ھ، ج:5، ص:103

36 :بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین، شعب الایمان، حدیث8140، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان، 1438ھ-2017م، ج6، ص276،

37 :لوقا، انجیل، باب:18، آیت:14

38 :لوقا، انجیل، باب:14، آیت:11

39 :متی، انجیل، باب:23، آیت:12

40 :شعب الایمان، حدیث:8407، ج:6، ص:334

41 :متی، انجیل، باب:20، آیت:26،27

42 :متی، انجیل، باب:23، آیت:11

43 :مرقس، انجیل، باب:10، آیت:43،44

44 : صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ، وتحریمھا فی المعصیۃ، حدیث4746، ج5، ص556،

45:یوحنا، انجیل، باب:13، آیت:20

46 :متی، انجیل، باب:10، آیت:40

47 :لوقا، انجیل، باب:10، آیت16

48 :سورۃ النجم:53، آیت:3،4

49 :یوحنا، انجیل، باب:12، آیت:50

50 :یوحنا، انجیل، باب:12، آیت:49

51 :یوحنا، انجیل، باب:8، آیت:28اور باب:14، آیت:24

52 :قل یا ھل الکتب تعالو االی کلمۃ سواء بیننا و بینکم الا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شی ء،الخ، سورۃ اٰل عمران3: آیت64، اس آیت مبارکہ میں مکالمانہ انداز اختیار کرنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔